

اَذْبِقُول لِّصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

حضرت صدیق اکبرؑ

اور آپ کے

عقائد و نظریات

ترجمان اہلسنت

ابو اسحاق محمد علامہ مولانا غلام تفسی ساقی مجددی نئی دہلی

اولسی بک سیٹل
0333-8173630

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	عظمت خلفائے راشدین قرآن وحدیث کی روشنی میں	5
2	خلافت کا معنی اور خلیفہ کا مفہوم	7
3	خلافت کی مدت	9
4	بارہ خلفاء کی وضاحت	11
5	ایک اشکال اور اس کا حل	12
6	کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد کیا ہے؟	12
7	عظمت خلفاء قرآن کی روشنی میں	16
8	عظمت خلفاء حدیث کی روشنی میں	19
9	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور احادیث نبویہ	21
10	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے (افکار ونظریات)	33
11	صدیقی افکار ونظریات	36
12	حضور غیب دان ہیں	37
13	اللہ ﷻ در رسول ﷺ کافی ہیں	38
14	نماز میں تعظیم نبوی	40
15	پہلا واقعہ	40
16	دوسرا واقعہ	41
17	وصال کے بعد ”یائمی“ کہنا	43

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے عقائد ونظریات
مصنف :	ابوالحقائق علامہ غلام مرتضی ساقی مجددی زید مجدہ
باہتمام :	شیخ محمد سرور اویسی
کیوزنگ :	ساقی کیوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی
سن اشاعت :	2011ء
تعداد :	1100
صفحات :	80
ہدیہ :	50 روپے

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، محلہ رحمت پورہ گلی نمبر 1، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
 جلالیہ صراط مستقیم سحرات / نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / رضا بک شاپ سحرات
 مکتبہ مہر یہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکل روڈ گوجرانوالہ
 مکتبہ فیضانِ مدینہ سرانے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرانے عالمگیر / مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموکی
 مکتبہ فیضانِ مدینہ لکھنؤ / مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / کرمانوالہ بک شاپ اردو بازار لاہور
 صراط مستقیم پبلی کیشنز 5، 6 مرکز الاولیاء دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
 سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیاء اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
 مکتبہ مہر یہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیولتان / مکتبہ صابریہ لاہور / اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

عظمت خلفائے راشدین

قرآن وحدیث کی روشنی میں

44	سب کچھ حضور ﷺ کا ہے	18
45	حضور ﷺ موت وحیات میں بھی مختار ہیں	19
46	حضور ﷺ جنت کے مالک ہیں	20
47	حضور ﷺ شافی الامراض ہیں	21
47	نیا کام اچھا ہو تو بدعت نہیں	22
48	واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا	23
50	دشمن احمد پہ شدت!	24
50	غیرت ایمانی	25
52	جسم نبوی کی برکت	26
53	محبوب کے نام کی تعظیم	27
54	محبوب سے دفن کی اجازت مانگنا	28
55	بارگاہ رسالت میں حاجت پیش کرنا	29
57	عشق نبوی	30
59	خلیفہ اول بلا فصل، کتب شیعہ کی روشنی میں	31
61	خلافت کا مفہوم اور مستحق خلافت کا بیان	32
62	موت خلافت	33
62	اسلام حدیثی اکبر ﷺ برحق ہے	34
63	عقرباؤ کو "عبداللہ" نہیں	35
65	خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے	36
66	خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	37

خلفائے راشدین کے عقائد و نظریات اور افکار و فرمودات پیش کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا مفہوم خلیفہ کا معنی خلافت علی منہاج النبوة کی مدت اور خلفائے راشدین کی عظمت و مرتبت اور رفعت و عزت پر روشنی ڈال دی جائے تاکہ مضمون و مقالہ اپنے مقصد کے قریب تر ہو جائے۔ وہو هذا

خلافت کا معنی اور خلیفہ کا مفہوم:

المعجم الوسيط میں ہے:

(الخلافة)، امامت، نیابت (۲) امامت، خلافت۔

(عربی، اردو، ص ۲۹۶)

المعجم میں ہے:

الخلافة - امارت - امامت - جانشینی۔ (المعجم عربی، اردو، ص ۲۹۳)

علامہ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں:

الخلافة النيابة عن الغير إما لغيبة المنوب عنه وإما لموته وإما لعجزه وإما لتشريف المستخلف وعلى هذا الوجه الأخير استخلف الله أوليائه في الأرض، قال تعالى: (هو الذي جعلكم خلائف في الأرض - وهو الذي جعلكم خلائف الأرض) وقال: (ويستخلف ربي قوما غيركم) (المفردات ص ۱۵۶)

یعنی خلافت کا معنی ہے کسی کا قائم مقام اور نائب ہونا۔

اس کی چار قسمیں ہیں:

۱..... اصل شخص کے غائب ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۲..... اصل کی موت کے بعد دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۳..... اصل کے عاجز ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۴..... دوسرے کو اپنی نیابت سے مشرف کرنے کیلئے اپنا قائم مقام بنانا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو زمین پر خلیفہ اس آخری وجہ سے بنایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس ذات نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے اور وہ ذات ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور فرمایا: اور میرا رب تمہاری دوسری قوم کو خلیفہ بنائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت سے آپ مہبط وحی الہی تھے۔

اس لحاظ سے آپ احکام الہی کی تبلیغ کرتے اور فرائض رسالت بجالاتے ہیں اور دوسری حیثیت سے آپ مسلمانوں کے امیر قائد اور رہنما تھے۔ اس حیثیت سے آپ اسلامی ریاست کے خارجی اور داخلی امور کی تدبیر فرماتے، تبلیغ اسلام کیلئے جہاد فرماتے، مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام خطوط بھیجتے اور اندرون ملک احکام الہیہ کو عملی طور پر نافذ فرماتے، آپ کے وصال کے بعد آپ کی پہلی حیثیت کا سلسلہ بطور نبوت تو منقطع ہو گیا لیکن آپ کی دوسری حیثیت خلفاء کے روپ میں قائم و دائم رہی اور آپ کی اسی حیثیت کی جانشینی کا نام ”خلافت“ ہے۔ چونکہ نبی اللہ کا خلیفہ ہے اور نبی کے وصال کے بعد جو شخص نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہے اور نبی ﷺ کی ہدایات کے مطابق کار حکومت سرانجام

دیتا ہے وہ نبی کا خلیفہ ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ایسے نائبین، ”کوفخلفائے راشدین“ کہا جاتا ہے۔

خلافت کی مدت:

اہلسنت و جماعت کا موقف ہے کہ خلافت علی منہاج النبوة (نبوت کے طریقہ پر خلافت کا دور) وصال نبوی کے بعد تیس سال تک رہی..... جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو سال، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس سال، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ سال، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچ سال اور نو ماہ اور حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ ہیں۔

..... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يوتى الله الملك من يشاء قال سعيد قال لي سفينة امسك عليك ابا بكر سنتين و عمر عشرا و عثمان اثني عشر و علي كذا .

(سنن ابوداؤد ۲/۲۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت نبوت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا کرے گا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ابوبکر کے دو سال شمار کرو اور حضرت عمر کے دس سال، حضرت عثمان کے بارہ سال اور اسی طرح حضرت علی کی خلافت کے سال بھی اس میں شامل کر لو!

یعنی پانچ سال نو ماہ حضرت علی کی خلافت اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے

خلافت رہی۔ کیونکہ حضرت حسن ؓ کی مدت خلافت کو حضرت علی کے زمانہ خلافت میں شامل کر کے چھ سال ”حضرت علی کی خلافت“ کہا جاتا ہے۔

یہی روایت ترمذی جلد ۲، ص ۳۵ اور مسند احمد ۲/۲۷۲، ۲۷۵، ۲۷۲، ۲۷۱/۵، ۲۷۱/۴ پر بھی موجود ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں یہ جملہ ہے۔

و علی ستة یعنی حضرت علی کی مدت خلافت چھ سال ہے۔

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی خلافت پانچ سال اور نوہ ماہ ہے اور حضرت حسن مجتبیٰ ؓ کی خلافت چھ ماہ کے قریب ہے باپ اور بیٹا دونوں کی مدت کو جمع کر کے حضرت علی کی مدت خلافت کو چھ سال کہہ دیا جاتا ہے۔

..... امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل نے حضرت سفینہ سے (مسند روایت کو) بیان کیا ہے کہ سمعت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام يقول (”الخلافة ثلاثون عاما، ثم يكون بعد ذلك الملك“)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔

اسے اصحاب سنن نے نقل کیا اور ابن حبان وغیرہ نے صحیح قرار دیا۔

اس کے بعد امام سیوطی لکھتے ہیں:

قال العلماء: لم يكن في الثلاثين بعده عليه الصلوٰۃ والسلام الا الخلفاء الاربعة و ايام الحسن. (تاريخ الخلفاء ص ۹۰، ۹۱)

علماء و محدثین نے بیان کیا ہے کہ تیس سال میں خلفاء اربعہ اور حضرت امام

حسن کے ایام خلافت بھی شامل ہیں۔

بارہ خلفاء کی وضاحت:

ائمہ حدیث نے اسانید صحیحہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جب تک بارہ خلیفہ ہوں گے اس وقت تک اسلام کو غلبہ رہے گا۔ یہ بارہ خلفاء کون سے ہیں؟..... اس کے متعلق وارد اقوال میں یہ قول انسب اور حقیقت کے زیادہ قریب ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی اسی جانب ہے وہ قول یہ ہے کہ:

یہ بارہ خلفاء تمام مدت اسلام میں روز قیامت تک پورے ہوں گے اور وہ حق و انصاف پر عمل پیرا ہوں گے اگرچہ ان کا زمانہ متصل اور متوالی نہ ہو۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے مسند نے اپنی مسند کبیر میں حضرت ابو مخنف ؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا:

لا تهلك هذه الامة حق يكون منها اثنا عشر خليفة كلهم يعمل بالهدى و دين الحق منهم رجلان من اهل بيت محمد صلى الله عليه وسلم. (تاريخ الخلفاء ص ۱۲)

یعنی یہ اُمت ہلاک نہیں ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ ہوں گے وہ خلفاء ہدایت اور دین حق پر عمل کریں گے ان میں دو آدمی اہل بیت محمد ﷺ سے ہوں گے تو اس تقدیر پر بارہ خلفاء قرار پائے گئے ہیں خلفائے اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی) حضرت حسن، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ یہ آٹھ ہوئے اور اس کا احتمال ہے کہ ان کے ساتھ عباسیوں میں سے ”مہندی“ کو بھی ملایا

گیا ہو کیونکہ وہ ان میں ایسے ہی ہے جیسے بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ ایسے ہی ایک خلیفہ ”الظاہر عباسی“ ہے کیونکہ اسے عدل و انصاف سے حصہ دیا گیا تھا اور دو باقی ہیں جن کا انتظار ہے ان میں ایک حضرت امام مہدی ہیں کیونکہ وہ آل بیت محمد ﷺ سے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲)

یہ قول علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة ص ۲۰، ۲۱ مطبوعہ قاہرہ پر بھی کیا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا حل:

بعض علماء نے ”بارہ خلفاء“ کی تفصیل و تعیین کرتے ہوئے یہ نام گنوائے ہیں۔ (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت معاویہ (۶) یزید بن معاویہ (۷) عبدالملک بن مروان (۸) ولید بن الملک (۹) سلیمان عبدالملک (۱۰) عمر بن عبدالعزیز (۱۱) یزید بن عبدالملک اور (۱۲) ولید بن یزید بن عبدالملک۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ”یزید بن معاویہ“ کو بھی خلفاء میں شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان علماء کی اس سے مراد یہ نہیں کہ ”یزید“ خلفاء حق کا فرد ہے، ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ”یزید“ ان خلفاء سے ہے جن کی حکومت کو تقریباً بالعموم تسلیم کر لیا گیا اور ان کے عہد میں کسی خالص کافر حکومت کا غلبہ نہ ہوا وہ خلفاء خواہ نیک ہوں یا بد۔ گو ہمارے نزدیک پہلا قول بہتر ہے جس میں یزید وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو بطور خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ اور راز کیا

ہے؟ امام سیوطی نے اس پر درج ذیل کلام کیا ہے۔

..... بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ حضرت خلیفہ ﷺ سے مروی ہے:

قالوا یا رسول اللہ ألا تستخلف علینا؟ قال انی ان استخلف

علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب

(اخرجه الحاکم فی المستدرک والبیہقیقان ضعیف)

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہم پر خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرما دیتے..... تو آپ نے فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کر دوں اور تم پھر خلیفہ کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

۲..... بخاری، مسلم نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی یعنی ابا بکر و ان اترککم فقد ترککم من هو خیر منی یعنی رسول اللہ ﷺ

اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو بھی درست ہے کیونکہ اس شخصیت نے خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ابوبکر نے اور اگر خلیفہ مقرر نہ کروں تو بھی صحیح ہے کیونکہ اس ذات نے خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے۔

امام احمد نے مسند احمد اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں بسند حسن حضرت عمر و بن مسفیان سے بیان کیا ہے کہ:

جب حضرت علی نے جنگ جمل میں غلبہ پالیا تو فرمایا اے لوگو! اب رسول اللہ ﷺ نے خلافت کے بارے میں ہم سے کوئی عہد نہیں لیا حتیٰ کہ آپ کے بعد ہم نے

اپنی باہمی رائے سے حضرت ابوبکر کو اپنے اوپر خلیفہ بنالیا، پس انہوں نے پختگی اختیار کی اور لوگوں کو پختہ کیا، حتیٰ کہ وہ اپنے راستے پر چل پڑے۔ پھر بے شک حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی رائے پیش فرمائی تو انہوں نے بھی مضبوطی کا دامن تھاما اور لوگوں کو مضبوط کیا۔ الخ

۴..... حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے تہمتی نے دلائل النبوة میں صحیح قرار دیا۔ حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رحمہ اللہ سے عرض کیا گیا کہ آپ ہم پر خلیفہ مقرر کیوں نہیں کر دیتے؟ انہوں نے فرمایا:

ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولكن ان يرد الله بالناس خيرا فسيجمعهم بعدى على خيرهم كما جمعهم بعد نبهم على خيرهم. (اخرج ابن سعد والبيهقي في الدلائل)

رسول اللہ رحمہ اللہ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ میں خلیفہ نامزد کروں اور اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو وہ انہیں میرے بعد ان سے بہتر خلیفہ پر جمع فرما دے گا جیسا کہ اس نے ان کے نبی کے بعد بہتر خلیفہ (حضرت ابوبکر) پر لوگوں کو جمع فرمایا تھا۔

۵..... حافظ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں رافضیوں (شیعوں) کی طرف سے باطل چیزیں منقول ہیں کہ رسول اللہ رحمہ اللہ نے حضرت علی سے خلافت کا عہد کیا تھا۔

۶..... ابن سعد نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا تو ہم نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو ہم نے دیکھا کہ نبی کریم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ کو نماز میں آگے بڑھایا تو ہم اس سے اپنی دنیا کے امور کیلئے راضی ہو گئے۔ رسول

اللہ رحمہ اللہ جس سے ہمارے دینی امور کیلئے خوش تھے۔ تو ہم نے ابوبکر کو مقدم کر دیا۔

۷..... امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن جہان از سفینہ روایت کیا کہ بے شک نبی کریم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے متعلق فرمایا:

”هؤلاء الخلفاء بعدى“ یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔

امام بخاری نے کہا ہے کہ اس روایت کا متابع کوئی نہیں کیونکہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رحمہ اللہ نے کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ اتنی (امام سیوطی کہتے ہیں) حدیث مذکورہ کو ابن حبان نے نقل کیا ہے

ابو یعلیٰ، یحییٰ جہانی، حشر، از سعید بن جہان از حضرت سفینہ رحمہ اللہ کہ جب رسول اللہ رحمہ اللہ نے مسجد بنائی اور سنگ بنیاد رکھا، آپ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا تم ایک پتھر میرے پتھر کے ساتھ رکھو پھر حضرت عمر سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر کے پتھر کے ساتھ رکھو پھر حضرت عثمان سے فرمایا تم اپنا پتھر عمر کے پتھر کے ساتھ رکھو پھر ارشاد فرمایا یہ میرے بعد خلیفے ہوں گے۔

ابوزر ع نے کہا اس اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ اسے حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں اسے صحیح قرار دیا۔ اس کے علاوہ بھی محدثین نے اسے ذکر کیا ہے۔ امام سیوطی کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور حضرت عمر و حضرت علی کے قول کہ انہ لم يستخلف (رسول اللہ رحمہ اللہ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا) میں کوئی تضاد اور منافات نہیں کیونکہ ان دونوں کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ رحمہ اللہ نے وفات کے وقت کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور یہ اشارہ اس سے پہلے واقع ہوا تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا فرمان ہے:

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى

(اخر جالحاكم من حديث العرياض بن ساريه)

تم میری سنت اور میرے بعد را شد اور مہدی خلفاء کی سنتوں کو لازم پکرو۔

اور جیسے آپ کا یہ فرمان ہے:

اقتدوا بالدين من بعدى ابى بكر و عمر۔

میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا۔

اور اس کے علاوہ وہ احادیث بھی موجود ہیں جو خلافت کی طرف اشارہ کرنے والی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸، ۷)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے وصال کے وقت کسی ذات کا نام لے کر اپنا خلیفہ اور نائب قرار

نہیں دیا، چونکہ متعدد احادیث مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کی

خلافتوں پر اشارے موجود تھے۔ بناء بریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی خلافتوں پر

اجماع و اتفاق کیا اور ان کی خلافتیں ثابت ہو گئیں۔

عظمت خلفاء قرآن کی روشنی میں:

حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی

اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امت میں یہ منقرد و اعزاز، امتیاز اور شان و کمال حاصل ہے کہ

یہ نفوس قدسیہ امام الانبیاء خلیفۃ اللہ الاعظم حضرت رسول مکرم ﷺ کے خلیفے قرار پائے۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر خلفاء کرام کی عظمت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ چند

آیات بینات درج ذیل ہیں:

..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: وعد الله الذين امنوا منكم و عملوا الصالحات

ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكن لهم

دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدوننى لا

يشركون بى شيئا... الآية. (سورة النور، آیت ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان میں بعض

کے ساتھ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا، جس

طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان کے اس دین کو بھی غالب

کرے گا جس کو اللہ نے ان کیلئے پسند کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور ان کے خوف کو امن اور

چین سے بدل دے گا کہ وہ صرف میری عبادت کریں، کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں۔

معلوم ہوا خلفاء کرام کو "اعزاز خلافت" پارگاہ خداوندی سے عنایت ہوا ہے۔

..... اس آیت کے متعلق ابن کثیر لکھتے ہیں:

هذه الآية منطبقة على خلافة الصديق. (تاریخ الخلفاء: ۶۶)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر فٹ آتی ہے۔

..... ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمن بن عبدالحمید المہدی سے نقل کیا ہے:

ان ولاية ابى بكر و عمر فى كتاب الله يقول الله (وعد الله

الذين آمنوا منكم و عملوا الصالحات ليستخلفنهم فى الارض).....

الآية۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

۲..... فرمان خداوندی ہے: الذين ان مكنهم فى الارض اقاموا الصلوة

واتوا الزكوة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنكر... الآية (سورة الحج، آیت ۴۱)

جن لوگوں کو ہم زمین میں سلطنت (و تصرف) عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

خلفائے خمسہ اس آیت کے پورے پورے مصداق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے ادوار خلافت میں ان احکام پر مکمل عمل کر کے دکھا دیا۔

انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت وعد اللہ الذین امنوا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت و ولایت کو ثابت کرتی ہے۔

۳..... ارشاد مقدس ہے:

يا ايها الذين آمنوا من يوتد منكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه . (سورة المائدة، آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو (کوئی پرواہ نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے؟

..... حضرت حسن بصری ؒ فرماتے ہیں:

هو والله ابو بكر واصحابه لما ارتدت العرب جاهدهم ابو بكر واصحابه حتى ردوهم الى الاسلام . (اخرج البیهقی بن الحسن البصری تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

قسم بخدا! اس سے مراد حضرت ابوبکر اور آپ کے احباب ہیں جب عربی لوگ مرتد ہو گئے تو آپ نے اور آپ کے احباب نے ان سے جہاد کیا اور انہیں اسلام کی طرف لوٹا دیا

..... حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے اہل عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا۔

فكنا نتحدث ان هذه الآية نزلت في ابى بكر واصحابه (فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه) . (تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

تو ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق اور آپ کے اصحاب کے متعلق نازل ہوئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا کہ جس سے وہ محبت فرمائے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

..... ارشاد ربانی ہے:

وهو الذى جعلكم خلائف الارض . (سورة الانعام، آیت ۱۶۵)

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

..... ارشاد رحمانی ہے: محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم . (سورة الفتح، آیت ۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم ہیں۔

اس آیت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے خلفاء و صحابہ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے

عظمت خلفاء حدیث کی روشنی میں:

حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ سے مروی ہے: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم ان اول دينكم بدأ نبوة و رحمة ثم يكون خلافة و رحمة ثم يكون ملكا و جبرية . (مسند بزار قال السيوطي حديث حسن، تاريخ الخلفاء ص ۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے دین کا ابتدائی معاملہ نبوت اور رحمت سے شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت ہوگی اس کے بعد بادشاہ اور جابر لوگ ہوں گے۔

۶..... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلافة النبوة ثلاثون سنة

ثم يوتى الله الملك من يشاء . (ابوداؤد ۲۸۲/۲ واللفظ لہ، ترمذی ۲ ص ۳۵، مسند احمد ۲/۲۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خلافت علی منہاج النبوة تیس سال رہے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔

۷..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الاسلام

عزیزا الى اثني عشر خليفة الحديث . (مسلم ۱۱۹/۲)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بارہ خلفاء کے زمانے تک اسلام کو غلبہ رہے گا۔

۸..... حضرت عباس بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين .

(ابوداؤد ۲/۲۷۹ واللفظ لہ، ابن ماجہ ص ۵، ترمذی ۲/۲۹۲، مشکوٰۃ ص ۳۰)

تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔



سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور

احادیث نبویہ

نذرانہ

عقیدت

از: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

خاص اس سابق سیر قرب خدا اوجد کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل المخلوق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المستقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے فضائل پر چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني جبرئيل عليه السلام
فاخذ بيدي فاراني باب الجنة الذي تدخل منه امتي فقال ابوبكر يا
رسول الله وددت اني كنت معك حتى انظر اليه فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اما انك يا ابابكر اول من يدخل الجنة من امتي.
(ابوداؤد ۲/۲۸۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ
دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں
چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس منظر کو دیکھتا آپ نے فرمایا اے ابوبکر
میری امت میں سب سے پہلے تو جنت میں داخل ہوگا۔

..... حضرت انس ؓ سے مروی ہے:

قيل يا رسول الله ابي الناس احب اليك قال عائشة قيل من
الرجال قال ابوها. (ابن ماجہ ص ۱۱)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگوں میں آپ کو کس سے زیادہ پیار ہے؟ فرمایا
عائشہ سے۔ پوچھا گیا: مردوں میں فرمایا اس کے باپ ابوبکر سے۔

..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے
فرمایا: تجھے اللہ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے، اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔
حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) کہتے ہیں:

اول من اسلم ابوبکر الصديق.

(ترمذی ۲/۲۱۵، وقال هذا حديث حسن صحيح)

سب سے پہلے ابوبکر صدیق ﷺ نے اسلام کا اظہار کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب الاباب ابی
بکر. (ترمذی ۲/۲۰۸)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷺ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند
کرنے کا حکم دیا۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالا حد عندنا ید الا
وکافیناہ ما خلا ابابکر فان له عندنا یدا یکا فیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما
نفعنی مال احد قط سا نفعنی مال ابی بکر.

(ترمذی ۲/۲۰۷، واللفظ لہ، ابن ماجہ ص ۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہم سے تعاون کیا اس کا ہم نے بدلہ دے دیا سوائے

ابوبکر کے اس کا ایسا تعاون ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کو خدا عنایت فرمائے گا جو نفع مجھے
ابوبکر کے مال نے دیا وہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔
حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے مروی ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا بی بکر انت صاحبی
علی الحوض و صاحبی فی الغار. (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)
رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا غار کا ساتھی اور
حوض کا ساتھی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر
ان یومہم غیرہ. (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر ہو تو مناسب نہیں کہ اس کے علاوہ
کوئی اور امامت کرائے۔

حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے مروی ہے:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من امن الناس علی
فی صحبتہ ومالہ ابوبکر ولو کنت متخذاً خلیلاً غیر ربی لا اتخذت
ابابکر خلیلاً ولكن اخوة الاسلام ومودته لا یقین فی المسجد باب الا
سد الا باب ابی بکر.

(بخاری ۱/۵۱۶، واللفظ لہ، مسلم ۲/۲۷۲، ترمذی ۲/۲۰۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

لوگوں میں سب سے زیادہ جس نے اپنی ذات اور اپنے مال کو مجھ پر خرچ کیا وہ ابوبکر ہے

اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو غلیل بنانا تو ابو بکر کو ضرور بنانا، لیکن اسلامی اخوت اور اس کی مودت ہی کافی ہے۔ مسجد میں قطعاً کوئی دروازہ کھلا ہوا نہ ہو سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

حضرت محمد بن جبر بن مطعم اپنے باپ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

انت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان ترجع اليه قالت ارايت ان جنت ولم اجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجديني فاتي ابا بکر.

(بخاری ۵۱۶/۱، واللفظ له، مسلم ۲/۲۷۳، ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے دوبارہ آنے کو فرمایا اس نے کہا بتائیے! اگر میں آپ کے پاس آؤں اور (ظاہری طور پر) آپ کو نہ پاسکوں؟ اس سے اس کی مراد آپ کا وصال تھا۔ تو آپ نے فرمایا پھر ابو بکر کے پاس آ جانا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله بعثني اليكم فقلتكم كذبت وقال ابو بکر صدق وواساني بنفسه وماله فهل انتم تاركوني صاحبي. (بخاری ۵۱۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے اور ابو بکر نے کہا وہ سچے ہیں اور انہوں نے میرے ساتھ ذات و مال کے ذریعہ اچھا سلوک کیا تو کیا تم میری وجہ سے میرے دوست کو چھوڑ نہیں سکتے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اشیاء میں سے کسی چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا، اسے جنت کے دروازے سے پکارا جائے گا! اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ جو نمازیوں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہدین سے ہوگا اسے "باب الجہاد" سے پکارا جائے گا جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے "باب الصدقہ" سے پکارا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے "باب الریان" سے پکارا جائے گا تو حضرت ابو بکر نے کہا جو ان دروازوں سے ضرورت کی وجہ سے پکارا جائے گا۔ اس پر کوئی وجہ ترجیح نہیں پھر ابو بکر نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا بھی ہے جو تمام دروازوں سے پکارا جائے گا فقال نعم وارجو ان تكون منهم ابا بکر.

(بخاری ۵۱۷/۱، واللفظ له، ترمذی ۲/۲۰۸)

تو آپ نے فرمایا: ہاں ہے اور مجھے امید ہے کہ ابو بکر تو انہیں میں سے ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور آپ کے حکم کے مطابق میرے پاس مال زیادہ تھا، میں نے کہا آج میں اگر ابو بکر سے بڑھ سکا تو ضرور بڑھوں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھروالوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی مال اور حضرت ابو بکر اپنا سارا مال آپ کے پاس لے آئے آپ نے پوچھا گھروالوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا

ابقیت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئ.

(ترمذی ۲/۲۰۸، وقال هذا حديث حسن صحيح، ابو داؤد ۲۳۶، کتاب الزکوٰۃ،

باب الرخصة في ذلك، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو میں نے کہا میں ابوبکر سے کسی کام میں نہیں بڑھ سکتا۔

..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

لم يمر علينا يوم الا ياتينا فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار بكرة وعشية... فبينما نحن يوما جلوس في بيت ابي بكر في نحر الظهيرة قال قائل لابي بكر هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم متقعا في ساعة لم يكن ياتينا فيها الحديث۔

(بخاری جلد ۱ ص ۳۰۷، ۵۵۳)

یعنی ہر روز رسول کریم ﷺ ابوبکر کے گھر میں صبح و شام تشریف لاتے تھے۔ پس دریں اثنا کہ ہم ایک دن حضرت ابوبکر کے گھر میں تھے۔ ظہر سے کچھ قبل کسی نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آج رسول اللہ ﷺ سر مبارک ڈھانپے اس وقت ہمارے پاس تشریف لائے ہیں کہ اس وقت کبھی نہیں آئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: ان پر میرے ماں باپ فدا! اس وقت نبی کریم ﷺ کسی نئے کام کے پیش آنے کی وجہ سے ہی تشریف لائے ہیں۔ پس جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جو بھی تمہارے پاس ہے، اسے گھر سے ایک طرف کر دو حضرت ابوبکر نے عرض کیا: میرا باپ آپ پر قربان! یہ آپ کی زوجہ ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بھی ساتھ جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا میرا باپ آپ پر نثار! میں نے ہجرت کیلئے دو اونٹیاں تیار کر رکھی ہیں آپ ان میں ایک کو

اختیار فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے قیمت کے بدلے ایک اونٹنی لے لی..... الخ

..... حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں:

وكان ابوبكر هو اعلمنا.

(بخاری ۱/۵۱۶، واللفظہ، مسلم ۲/۲۷۲، ترمذی ۲/۲۰۶)

ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔

..... حضرت عمر فاروق ؓ نے بارگاہ صدیقی میں عرض کیا:

فانت سيدنا وخيرنا واحبنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم. (بخاری ۱/۵۱۸، واللفظہ، ترمذی ۲/۲۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

اے ابوبکر! آپ ہمارے سردار اور ہم سے بہتر اور سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہو۔

..... مزید فرماتے ہیں:

ابوبكر سيدنا. (بخاری ۱/۵۳۱)

ابوبکر ہمارے سردار ہیں۔

..... حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے:

قال ابوبكر الست احق بها الست اول من اسلم الست صاحب كذا الست صاحب كذا. (ترمذی ۲/۲۰۷)

حضرت ابوبکر نے خود فرمایا: کیا میں اس کا زیادہ حق نہیں رکھتا کیا میں پہلا مسلمان نہیں ہوں، کیا میں فلاں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ (تو لوگوں نے اعتراف

کیا کہ واقعی آپ ان صفات کے مالک ہیں)

..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ابرأ الى كل خليل من خلته ولو كنت متخذًا خليلًا لا اتخذت ابا بكر خليلًا ان صاحبكم خليل الله. (ترمذی جلد ۲، ص ۲۰۶، ابن ماجہ ص ۱۰، واللفظ له، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، مسلم جلد ۲، ص ۲۷۳)

یعنی میں کسی کو خلیل بنانے سے بری ہوں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو ضرور بناتا، بے شک تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔

..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه ادعى ابا بكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا فاني اخاف ان يتمني متمن و يقول قائل انا اولي ا ويايى الله والمؤمنون الا ابا بكر.

(مسلم جلد ۲، ص ۲۷۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے مرض میں فرمایا: میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ کہ میں ایک مکتوب لکھ دوں۔ پس بے شک مجھے اندیشہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ صرف (خلافت کا) میں حقدار ہوں اور کوئی نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اور ایمان دار ابوبکر کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔

..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میری آرزو ہے کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک

دن اور ایک رات کے عمل کی مثل ہوتے۔ ان کی رات سے وہ رات مراد ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور کی طرف روانہ ہوئے جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے پاس پہنچے تو عرض کرنے لگے اللہ کی قسم!

آپ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ میں پہلے اس میں داخل نہ ہو جاؤں۔ اس میں اگر کوئی چیز ہوئی تو وہ آپ کو نہیں بلکہ پہلے مجھے تکلیف پہنچائے گی۔ چنانچہ غار میں داخل ہو کر اس میں جھاڑو دیا۔ اس کی ایک جانب کچھ سوراخ پائے جنہیں انہوں نے اپنا تہبند پھاڑ کر بند کر دیا۔ دو سوراخ بچ گئے ان میں اپنے پاؤں داخل کر دیے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ غار میں تشریف لے گئے اور اپنا سر اقدس ان کی آغوش میں رکھ کر نحو استراحت ہو گئے۔

سوراخ میں سے ان کے پاؤں پر ڈنک مارا گیا انہوں نے اس ڈر سے حرکت نہ کی کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو جائیں گے۔ ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس پر گرے تو آپ نے فرمایا ابوبکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں مجھے ڈسا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو درد جاتا رہا پھر وہ زخم ہرا ہو گیا اور وہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔ رہا ان کا دن تو رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر وہ ایک رسی بھی روک لیں گے تو میں ان سے رسی کی بنیاد پر جہاد کروں گا۔ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! لوگوں کی دل جوئی کریں اور ان سے نرمی کریں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم جاہلیت کے کام میں جاہل و قاہر ہوتے ہو اور اسلام

کے کاروبار میں کمزور؟ وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین کامل ہو چکا ہے کیا میرے جیسے جی
اس میں کمی کی جائے گی۔ (رواہ رزین، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)



خلیفہ اول بلا فصل

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے

(افکار و نظریات)

اصدق الصادقین، امام المستقین، خلیفۃ المسلمین، رأس العاشقین، شہسوار عرصۃ
 محبت، پروانہ شمع رسالت، رازدار مصطفیٰ، ادا شناس محبوب خدا، پیکر صدق و صفا، محور تسلیم و
 رضا، حامل نور خدا، یار غار مصطفیٰ، کشتہ عشق محبوب انور، حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ۔
 آپ وہ شخصیت ہیں جنہیں قدرت نے ازل ہی سے اپنے محبوب کی رفاقت و معیت اور
 محبت و عقیدت کیلئے چن رکھا تھا۔ اعلان نبوت سے قبل ہی آپ کو حضور اکرم ؐ کی
 وفاق و صحبت اور سنگت کا شرف حاصل ہو چکا تھا اور اعلان نبوت کے ہوتے ہی آپ
 نے بلا چون و چرا اور بلا حیل و حجت دامن اسلام سے وابستگی حاصل کی۔ آپ کی ایک
 امتیازی شان یہ ہے کہ آپ کا شجرہ نسب ماں اور باپ دونوں طرف سے ساتویں پشت
 میں (حضرت مرہ پر) حضور اکرم ؐ کے شجرہ مبارکہ سے جاملتا ہے۔ آپ کو یہ امتیازی
 خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں۔ آپ
 کی صحابیت کا ذکر خود قرآن میں بایں الفاظ موجود ہے۔

اذ یقول لصاحبہ (التوبہ: ۴۰)

اسی لئے علماء کا موقف ہے کہ صدیق اکبر ؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ آپ نے
 مشرف باسلام ہونے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پی تھی۔ وہ حضرت صدیق ہی تھے
 جنہوں نے معراج شریف جیسے محیر العقول واقعہ کی بغیر کسی تذبذب کے تصدیق فرمائی۔
 ہجرت کی رات اپنا گھریا چھوڑ کر اپنے محبوب اکرم ؐ کے اشارہ ابرو پران کے ساتھ ہو
 لئے اور گھر سے لے کر غار تک اور غار سے لے کر مدینہ طیبہ تک غلامی و نیاز مندی کا حق

ادا کر دیا۔ آپ کے عظیم کارناموں میں فتنہ ارتداد کا سد باب، منکرین زکوٰۃ سے جنگ، جھوٹی نبوتوں کے دعویداروں کا تعاقب، فتح عراق و شام کی تکمیل اور تدوین قرآن حکیم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بارگاہِ یزل سے آپ کو ابتداء ہی سے فطرت کی سلامت روی، قلب و نظر کی پاکیزگی اور ذکاوت و فطانت کی بلند پروازی عطا کی گئی تھی۔ آپ جو دو سخا، حلم و حیا، وفاداری و انکساری، شجاعت و بہادری، صلہ رحمی و مہمان نوازی، صداقت و امانت، قناعت و شرافت اور شفقت و محبت جیسے اوصاف حمیدہ میں ضرب المثل بن چکے تھے اور اس بات کا اقرار آپ کے دشمنوں کو بھی تھا۔ آپ دو سال تین ماہ اور گیارہ دن تحت خلافت پر فصولِ گل رہے اور ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاه عنا)

صدیقی افکار و نظریات:

یہ بات مسلمہ ہے کہ دورِ حاضر فتنہ و فساد اور انتشار و افتراق کا دور ہے، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کہ بایں ہمہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے بزرگوں (صحابہ کرام، اہل بیت عظام و دیگر سلف صالحین) کی عزت، عظمت اور محبت جاگزیں ہے۔ مسلمان آج بھی ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور ان کے افکار و نظریات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہی کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو ترتیب دینے کی کوششیں کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم نے نبیوں، صدیقیوں اور شہیدوں کے علاوہ صالحین (بزرگ اور نیک لوگوں) کے راستے کو بھی صراطِ مستقیم کے نام ہی سے تعبیر کیا ہے۔ (النساء: ۶۹)

اور مسلمان اس صراطِ مستقیم کو اپنانے کی تمکد و دو کرتے ہیں۔ لہذا دورِ حاضر کی

فتنہ سامانیوں کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ کے چند افکار و نظریات کا ذکر کر دیا جائے تاکہ اہل انصاف جان سکیں کہ کون سا مذہب اور کون سی جماعت جادہ حق پر گامزن ہے اور اپنے عقائد کو صدیقی افکار و نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرمائیں۔

حضور غیب دان ہیں:

واقعہ ایمان کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ تاجر تھے۔ آپ ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے۔ رات کو ٹھوسراحت ہوئے تو ایک عجیب سا خواب دیکھا کہ (باختلاف روایات) چاند سورج آسمان سے اترے ہیں اور آپ نے ان دونوں کو سینوں سے لگا لیا۔ علی الصبح بحیرہ راہب کے پاس گئے اس نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں؟ فرمایا: مکہ سے پھر پوچھا: کس خاندان سے تعلق ہے؟ فرمایا: قریش سے پھر سوال کیا آپ کیا کام کرتے ہیں؟ فرمایا: تاجر ہوں اس نے آپ کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ تمہارا خواب یوں پورا ہوگا:

فانه يبعث نبيا من قومك تكون وزيره في حياته و خليفته من بعد وفاته (زرقاتی علی الموابہب ۱/۲۳۰-۲۳۹، الریاض النضرہ ۱/۳۱۳، سیرت حلبیہ ۱/۲۷۴، خصائص کبریٰ ۱/۲۱۱، تاریخ دمشق ۲/۹)

بے شک تیری قوم سے ایک نبی مبعوث ہوگا تو تم اس کی حیات میں اس کے وزیر بنو گے اور بعد از وفات اس کے خلیفہ اور جانشین بنو گے۔

واپسی پر حضرت صدیق در مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر حاضر ہوئے پوچھا کہ آپ

نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں! عرض کیا: کوئی دلیل؟ فرمایا: کیا وہ دلیل کم ہے جو ملک شام میں دیکھ کر آئے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اس واقعہ کو وہابی حضرات کے معتبر و مستند مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اپنی کتاب تکریم المؤمنین ص ۱۰، ۱۱ پر نقل کیا ہے۔

اب دیکھئے! یہ خواب آپ نے ملک شام میں دیکھا اور اس کو صرف راہب ہی جانتا تھا لیکن حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر اسے ملاحظہ فرمایا اور اس کا حوالہ دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سوچا جو واقعہ میں نے خواب میں دیکھا اور صرف راہب کو بتایا یہ اسے بھی جانتے ہیں لہذا سچے نبی ہیں۔ گویا آپ نے حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کی تصدیق کرتے ہوئے اسلام قبول کیا۔ اب گزارش یہ ہے کہ جو لوگ اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ نبی کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں وہ بتائیں کہ اگر کوئی مسلمان علم غیب کا نظریہ رکھ لے تو آپ اسے دائرہ اسلام سے نکال باہر کرتے ہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ کا اسلام معتبر ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ آپ نے علم غیب کی تصدیق کرتے ہوئے کلمہ پڑھا تھا۔

اللہ جل جلالہ اور رسول ﷺ کافی ہیں:

غزوہ تبوک کے موقع پر محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے جانثاروں کو جہاد کیلئے تعاون کی تلقین فرمائی۔ حسب استطاعت آپ کی بارگاہ عالیہ میں تعاون پیش کیا گیا۔ انتظار تھا پرواۃ شیعہ رسالت، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔ چند گھنٹیاں گزریں آپ

حاضر خدمت ہوئے اور اپنا تعاون بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ زبان رسالت مآب سے سوال ہوا صدیق! کیا لائے ہو اور کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عاشق زار نے فدویانہ لہجے میں عرض کیا: میرے آقا! گھر والوں کیلئے چھوڑنا کیا تھا؟ آپ کے حکم پر سارا مال و دولت آپ کے مبارک قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے۔ باقی رہ گئے گھر والے!

ابقیۃ لہم اللہ ورسولہ۔

(ترمذی ۲/۲۰۸، ابوداؤد ۲۳۶/۱، کتاب الزکوۃ، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

..... حضرت شاہ عہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس گفت ابوبکر باقی گذاشتہ ام برائے ایشان خدا و رسول خدا۔ یعنی هیچ چیز از مال باقی نہ گذاشتہ ام فضل خدا و رازقیت او و امداد و اعانت رسول خدا برائے ایشان بس است۔ (اشعۃ اللمعات ۳/۶۳۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کیلئے اللہ و رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں یعنی میں نے دولت اور مال میں سے تو کچھ نہیں چھوڑا صرف اللہ کا فضل و رازقیت اور اس کے رسول کی مدد و اعانت ان کیلئے چھوڑ کر آیا ہوں۔

دیکھ لیں! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور ﷺ کی مدد کے بھی قائل ہیں۔ آج کل اس عقیدہ کو شرک کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کیلئے اس واقعہ میں درس عبرت ہے جنہوں نے ایک اشتہار شائع کیا ہوا ہے جس کا عنوان یہ سوال ہے ”کیا ہمارے لئے صرف اللہ کافی نہیں؟“ اور اس عنوان سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ

صرف اللہ ہی کافی ہے باقی کسی نبی، ولی کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی وہ کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں کافی ہیں۔ اسی لئے تو آپ نے عرض کیا تھا: میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔

تفصیل کے لیے ہمارا شائع کردہ اشتہار ”کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟“ ملاحظہ فرمائیں!۔

نماز میں تعظیم نبوی:

پہلا واقعہ:

صاحب خلق عظیم، رؤف و رحیم حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے قباء شریف تشریف لے گئے۔۔۔ واپسی میں آپ کو کچھ تاخیر ہوگئی۔۔۔ حضرت بلال ؓ نے اذان پڑھی، حضرت صدیق اکبر ؓ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے اللہ کے رسول ؐ کو تاخیر ہوگئی ہے، کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟۔

آپ نے فرمایا: جیسے آپ کی مرضی ہے۔۔۔ تو حضرت بلال ؓ نے اقامت کہی۔۔۔ حضرت صدیق مصلیٰ امامت پر جلوہ افروز ہوئے۔۔۔ ابھی تکبیر کہہ کے نماز کا آغاز کیا ہی تھا کہ حضور ؐ تشریف لے آئے۔۔۔ صحابہ کرام ؓ نے حضرت صدیق ؓ کو پوری طرح متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس دار فانی سے بالکل بے خبر ہو جاتے تھے۔۔۔ جب آپ نے توجہ نہ فرمائی تو صحابہ کرام ؓ نے زور زور سے تالیاں بجا لیں۔۔۔ حضرت صدیق ؓ نے

کافی شور سنا، تو ادھر متوجہ ہوئے تو اچانک چہرہ واقعی پر نظر پڑی۔۔۔ محبوب دو جہاں ؐ نے ارشاد فرمایا: نماز پڑھاتے رہو۔ لیکن یہ صدیق تھے جو کشیدہ عشق رسول تھے۔۔۔ محبوب پاک کا اشارہ دیکھا تو ہاتھ بلند کر کے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اٹنے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔۔۔ سرکار ابد قرار ؐ آگے بڑھے۔۔۔ نماز پڑھائی۔۔۔ بعد از فراغت صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: تم نماز میں تالیاں بجا رہے تھے اگر کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہہ کے امام کو متوجہ کرو۔۔۔ ہاں عورتیں تالی بجا سکتی ہیں۔۔۔ پھر آپ ؐ نے حضرت صدیق اکبر ؓ سے فرمایا: ابو بکر! جب میں نے اشارہ کر دیا تھا تو امامت کرانے سے تجھے کس چیز نے روکا؟۔ حضرت صدیق نے مؤدبانہ عرض کیا:

ماکان یبغی لابن ابی قحافة ان یصلیٰ بین یدی رسول اللہ ؐ۔

(بخاری ۱/۱۶۵، مسلم ۱/۱۷۰، ابوداؤد ۱/۱۳۶)

ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کو روانہ نہیں کہ اللہ کے رسول ؐ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔۔۔

حضور امیری محبت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ میں آگے ہوں اور آپ پیچھے۔۔۔ مجھے آپ کے ادب و احترام نے نماز پڑھانے سے منع کیا ہے۔۔۔ آپ کی تعظیم و توقیر نے مجھے پیچھے ہٹنے پہ مجبور کر دیا۔۔۔

دوسرا واقعہ:

جان دو عالم روح کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایام علالت میں ایک روز آپ ؐ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت صدیق اکبر ؓ کی امامت میں

نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حجرہ مبارکہ کے دروازہ تک تشریف لائے۔ کاشانہ اقدس کا پردہ مبارک اٹھایا اور صحابہ کرام کو دیکھ کر تبسم فرمانے لگے۔ ادھر صحابہ کرام کو آپ کا علم ہوا تو انہوں نے خوشی کے مارے صفیں توڑ کر چہرہ محبوب کو دیکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپ مصلیٰ چھوڑ کر اپنے پاؤں پیچھے کرنے لگے اس گمان سے کہ حضور ﷺ آ رہے ہیں۔ قریب تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازیں توڑ دیتے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ فرماتے ہوئے کہا:

اتموا صلاتکم وارحی السیر۔ (بخاری ۹۴/۱)

”نماز مکمل کر لو اور کاشانہ اقدس کا پردہ ڈال دیا“

سبحان اللہ! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام حالت نماز میں محبوب خدا تاجدار انبیاء رضی اللہ عنہ کی تعظیم بجالا رہے ہیں۔ ایک طرف صحابہ کرام کا یہ عمل مبارک اور دوسری طرف دیوبندی اور وہابی حضرات کے پیشوا اسماعیل دہلوی کا یہ فتویٰ کہ نماز میں حضور اکرم ﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے کیونکہ حضور کا خیال ادب اور تعظیم سے آتا ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۱۸ اردو ملخصاً مطبوعہ نشریات اسلام) معاذ اللہ

اب پوچھئے ان توحید کے ٹھیکیداروں سے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں حضور ﷺ کا خیال ہی نہیں آیا بلکہ آپ نے اپنی ساری ہمت تعظیم کے لیے صرف بھی کر دی حتیٰ کہ انہوں نے از روئے تعظیم مصلیٰ بھی چھوڑ دیا بتائیے! صحابہ کرام کی نمازوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ ایک طرف تمہارا مذکورہ فتویٰ اور ایک طرف آقائے دو جہاں کا

فرمان کہ میرے صحابہ جس نماز میں تم نے میری تعظیم کی ہے، اسے مکمل کر لو دونوں میں سے کون سا موقف درست ہے، تمہارا فتویٰ یا حضور ﷺ کا حکم مبارک؟

..... بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں نہایت آہستہ آواز سے بات چیت کرتے تھے۔ (الریاض النضرہ)

..... آپ منبر کی اس سیڑھی پر نہیں بیٹھتے تھے جس پر حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ (طبرانی اوسط تاریخ الخلفاء ص ۷۲)

..... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وصال سے قبل اور بعد دونوں حالتوں میں آواز بلند نہیں کرنی چاہیے۔ (وفاء الوفاء ۵۵۹/۲)

وصال کے بعد ”یا نبی“ کہنا:

جب جان کائنات، باعث تخلیق کائنات، حضرت رسول اکرم ﷺ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو صحابہ کرام میں چیخ و پکار پڑ گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس عظیم حادثہ کا علم ہوا تو آپ مسجد نبوی میں پہنچے اور وہاں سے سیدھے سیدھے عائشہ رضی اللہ عنہا تعالیٰ عنہا کے مبارک حجرہ میں آئے، تو کیا دیکھا؟ محبوب خدا بردیمانی میں ملبوس لیٹے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے رخ انور سے پردہ اٹھایا، جھک کر رخ یار کو بوسہ دیا، صبر کا پیمانہ چھلک پڑا، چہم چہم آنکھیں برسے لگیں، عرض کیا:

بابی انت یا نبی اللہ لا یجمع اللہ علیک موتین

(بخاری ۱۶۶/۱)

اے اللہ کے نبی! میرا باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں دے گا۔

دوسری روایت کے مطابق یار غار حضرت صدیق اکبر ؓ نے محبوب پاک ﷺ کو یہ پیغام عرض کیا:

اذکرنا یا محمد عند ربک عزوجل

(شرح شفاء ۱/۳۵۶، زرقانی علی المواہب ۸/۲۸۲)

حضور! اپنے رب کی بارگاہ میں ہم (غلاموں) کو بھی یاد فرمالینا۔

وہابی حضرات کے مشہور عالم وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے:

روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ تو ان کا پاؤں درست ہو گیا۔ (لغات الحدیث ۲/۱۹)

حضرت صدیق اکبر ؓ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یا نبی اللہ! یا محمد! اور یا

رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگا رہے ہیں، لیکن آج کل توحید کے ٹھیکیدار اسے بھی شرک گردانتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

سب کچھ حضور ﷺ کا ہے:

عظمت و مقام صدیق کے اظہار کیلئے ایک بار حضور اکرم ﷺ یوں گویا ہوئے

مانفعی مال قط مانفعی مال ابی بکر۔

جتنا فائدہ مجھے ابو بکر کے مال نے دیا اتنا کسی کے مال نے نہ دیا۔

عاشق زار نے جب یہ کلمات سنے تو رو پڑے اور روتے ہوئے عرض کیا: آقا!

یا رسول اللہ هل انا و مالی الالک یا رسول اللہ

(ابن ماجہ ۱۰، تاریخ الخلفاء ۳۸، مسند احمد ۲/۳۵۳، کنز العمال ۱۱/۵۴۹)

یا رسول اللہ میں کیا اور میرا مال کیا، سب کچھ آپ ہی کا ہے یا رسول اللہ!

دیکھئے! حضرت ابو بکر ؓ حضور انور ﷺ کو اپنی جان اور مال کا مالک و مختار سمجھتے

ہیں۔ اب پوچھئے! موجودہ توحیدیوں سے کہ کیا اس طرح خدا کی ملکیت و اختیار میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

حضور موت و حیات میں بھی مختار ہیں:

خطیب الانبیاء حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ و الثناء نے صحابہ کرام ؓ کے مجمع

میں ایک مرتبہ (آخری ایام میں) خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوران خطاب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے

اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا خدا کے پاس چلا جائے اس بندے

نے اللہ کے پاس جانے کو پسند کر لیا ہے۔ اس مجمع میں حضرت ابو بکر ؓ بھی موجود تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سننے ہی آپ زار و قطار رو دیئے۔ صحابہ کرام

نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس بزرگ کو کس چیز نے زلایا؟ حضور تو کسی

بندے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو العبد۔ (بخاری ۱/۶۷)

وہ شخصیت حضور ہی تو ہیں (جنہیں دنیا و آخرت کا اختیار دیا گیا ہے)

ترمذی شریف میں حضرت ابو بکر ؓ کے الفاظ یوں نقل کئے گئے ہیں:

فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو المخییر

(ترمذی ۲/۲۰۷)

جسے دنیا میں رہنے یا آخرت میں چلے جانے کا اختیار دیا گیا ہے وہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

اب سوچئے! حضرت صدیق اکبر ﷺ تو حضور کو موت و حیات تک کے مالک و مختار مانتے ہیں جبکہ دیوبندی اور وہابی حضرات کا پیشوا اسماعیل دہلوی لکھتا ہے: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۶۸، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

..... تبھی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

حضور ﷺ جنت کے مالک ہیں:

وہ دس خوش نصیب افراد جنہیں حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع جنتی ہونے کی بشارت سنائی۔ ان عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سب سے اوّل نمبر پر حضرت صدیق اکبر ﷺ کا نام مبارک آتا ہے۔ (ترمذی ۲/۲۱۶، ابن ماجہ ۱۳، مشکوٰۃ ۵۶۶)

دیگر صحابہ کرام کی طرح حضرت صدیق اکبر ﷺ نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ حضور جنت کا مالک تو خدا ہے وہ جسے چاہے جنتی بنائے آپ کو یہ اختیار کہاں حاصل ہے؟ آپ یہ اعلان عام کرنے سے پہلے اس سے اجازت تو لے لیں۔ پورا ذخیرہ احادیث بھی کھنجال ڈالیں! کہیں سے یہ اعتراض نہیں ملے گا۔ کیونکہ اجازت وہ لیتا ہے جو مالک نہ ہو، چیز کا مالک اسے کسی کو آگے دینے کے لیے اذن نہیں مانگتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو جنت کا مالک بنا دیا ہے اس لیے آپ جس غلام کو چاہیں سطا فرمائیں، کوئی روک، ٹوک نہیں ہے۔

تو گویا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت حضرت ابوبکر ﷺ کا یہ نظریہ تھا کہ حضور مالک جنت ہیں جسے چاہیں جنت کا ٹکٹ عنایت فرمادیں۔ گویا:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)

حضور شافی الامراض ہیں:

غار ثور میں جب حضرت صدیق اکبر ﷺ کو سانپ نے ڈسا تو حضور ﷺ سے

عرض کیا: آقا! سانپ نے ڈسا ہے۔

فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذهب ما یجده۔

(مشکوٰۃ ۵۵۶)

پس رسول خدا ﷺ نے اپنا لعاب مبارک زہروالی جگہ پر لگایا تو زہر کا اثر بالکل جاتا رہا۔ اس واقعہ کو وہابی حضرات کے پیشوا نواب صدیق حسن خان نے بھی تکریم المؤمنین ص ۲۵ پر نقل کیا ہے۔

اللہ اکبر! حضور بھی جانتے تھے کہ میرے لعاب میں بیماری سے شفا کی تاثیر موجود ہے اور حضرت صدیق اکبر ﷺ بھی سمجھتے تھے کہ آپ شافی الامراض ہیں، تبھی تو پاؤں آگے بڑھایا لیکن نام نہاد تو حیدریوں کو اس سے بھی شرک کی بو آتی ہے۔ (العیاذ باللہ)

نیا کام اچھا ہو تو بدعت نہیں:

جنگ یمامہ میں بہت سارے حفاظ قرآن شہید ہو گئے تو وقت کی نزاکت کو

بھانپتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، بارگاہ صدیقی میں رضائے اراکین

”جنگوں میں اگر قرآن کے حفاظ یونہی شہید ہوتے رہے تو خطرہ ہے کہیں قرآن کریم کا بیشتر حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ میری رائے ہے کہ آپ جمع قرآن کا انتظام فرمائیں۔“

حضرت صدیق اکبر ؓ نے جواباً ارشاد فرمایا جو کام حضور ﷺ نے نہیں کیا، وہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟ حضرت عمر نے عرض کیا:

هو والله خير فلم يزل عمر يراجعني فيه حتى شرح الله
لذلك صدرى. (بخاری ۶۷۶/۲، واللفظ له، مشکوٰۃ ۱۹۳)

خدا کی قسم! یہ اچھا کام ہے (حضرت ابو بکر فرماتے ہیں) عمر مسلسل مجھ سے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے میرا بھی سینہ کھول دیا۔

لہذا حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جمع قرآن کا حکم جاری فرمادیا اور حضرت زید بن ثابت ؓ نے کتابی شکل میں قرآن مرتب کر دیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیق ؓ حضرت عمر اور حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کرام ؓ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کام حضور اکرم ﷺ نے نہ کیا ہو اگر وہ اچھا اور پسندیدہ عمل ہے تو اسے شرعاً بدعت نہیں کہا جائے گا، اس کو اپنانا اور بجالانا بالکل درست ہے اور لمحہ فکریہ ہے ان حضرات کیلئے جو ہر نئے کام کو بدعت جیسے ناپاک تیرے چھلنی کر دیتے ہیں۔

واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا:

شب اسری کے ذولہایا سیاح لامکان رسول انس وجان ﷺ نے معراج سے واپسی علی الصبح بیان فرمایا کہ میں بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو مشرکین مکہ

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے پاس آئے کہنے لگے کیا خیال ہے تمہارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس دیکھ کر آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ بولے ہاں! تو آپ نے فرمایا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

انی لا صدقة فيما هو با بعد من ذالك اصدقه بخبر السماء في
غدوة وروحة. (تاریخ الخلفاء ۲۹، واللفظ له، المستدرک ۶۷۹/۳ قدیمی کتب خانہ،
تفسیر ابن جرید ۵/۱۵، روح البیان ۵/۱۲۶ تفسیر نیشاپوری ۷/۱، تفسیر کبیر ۵/۳۷۸،
الریاض النضرہ)

یعنی میں تو دن رات آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا رہتا ہوں جو اس سے بھی متفاوت اور بلند ہیں (لہذا اس کی تصدیق کیوں نہ کروں گا)
اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حاکم لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخبر جاه. (المستدرک ۶۷۹/۳)
یہ حدیث صحیح ہے۔

ذہبی لکھتے ہیں:

وافقه الذهبي في التلخيص: صحيح. (المستدرک)
یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

سیوطی لکھتے ہیں:

استاده جيد. اس کی سند درست ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)
اللہ اکبر! مسلک صدیق اکبر ؓ کو سمجھئے! لوگ تو اس چکر میں پھنسے رہتے ہیں کہ فلاں روایت کا فلاں فلاں راوی ضعیف ہے، لہذا معتبر نہیں۔ حضرت صدیق ؓ نے واضح کر

دیا کہ عفت و رعت مصطفیٰ ﷺ کی بات اگر کوئی کافر اور مشرک بھی بتائے تو بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دو! محبت نبوی کا یہی تقاضا ہے۔

دشمن احمد یہ شدت:

جب حدیبیہ کے مقام پر عروہ بن مسعود نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے صحابہ پر نازاں نہ ہوں اگر قریشی تم پر غالب آگئے تو یہ سب جان چھڑا کے بھاگ کھڑے ہوں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس وقت بھی حضرت صدیق اکبر ﷺ کی غیرت ایمانی کو جوش آیا اور عروہ بن مسعود کو ایسا جملہ کہا کہ اس کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ آپ نے فرمایا:

امصص بظن اللات۔

(بخاری ۱/۳۷۸، مسند احمد ۳/۳۲۹، البدایہ والنہایہ ۴/۱۷۷، دلائل النبوة ۳/۱۰۲)

جاؤ (اپنے معبود) لات کی شرمگاہ چوسو!

حضرت صدیق اکبر ﷺ فرماتے ہیں کہ جو حضور اکرم ﷺ کی توہین کرے وہ قتل کے لائق ہے۔ (سنن نسائی رقم ۴۰۷۱، ابوداؤد رقم ۴۳۶۳، مسند احمد رقم ۵۵، المستدرک رقم ۸۲۱۱، الشفاء ۲/۱۹۶، تاریخ الخلفاء ص ۹۷)

مزید فرماتے ہیں: فمن تعاطى ذالك من مسلم فهو مرتد

جو مسلمان یہ کام کرے وہ مرتد (دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل) ہے۔

غیرت ایمانی:

اسی طرح ایک بار آپ نے فحاش یہودی کو کہا کہ اللہ کو قرض حسد دو تو اس نے

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔ اس کے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ سننے تھے کہ صدیق اکبر ﷺ کی ایمانی غیرت کو جوش آیا، آپ نے اسے زناٹے دار تھپڑ لگا دیا۔ (روح البیان ۲/۱۳۷، درمنثور ۲/۱۰۶، تفسیر ابوسعود ۲/۱۲۱، روح المعانی جلد ۴، جز ۴، ص ۱۴۰، تفسیر کبیر ۹/۱۱۷)

جنگ بدر میں جب آپ کے بیٹے عبدالرحمن میدان میں آئے تو ان کے ساتھ مقابلہ کی اجازت حضرت ابوبکر نے خود مانگی۔

(اسباب النزول للواحدی ص ۳۳۳، اللہ ص ۸۲)

حضرت ابوبکر ﷺ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن ﷺ سے کہا اگر میدان بدر میں تو میری تلوار کی زد میں آجاتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۶)

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ مسلمان کو غیرت مند ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ رسول اکرم یا کسی دینی شعار کی توہین دیکھ کر حالات کی رو میں نہیں بہتا چاہتے بلکہ ایسے لوگوں کی حتی المقدور سرکوبی کرنی چاہیے۔ اسلام میں صلح کلیت کا کوئی تصور نہیں۔

حضرت ابوبکر ﷺ کے والد حضرت ابو قحافہ ﷺ نے اسلام لانے سے قبل جب نبی کریم ﷺ کو گالی دی تو انہوں نے اپنے باپ کو زور سے تھپڑ مارا جس سے وہ پشت کے بل گر پڑے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کا ذکر ہوا تو حضرت صدیق اکبر ﷺ نے عرض کیا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ (اسباب النزول للواحدی ص ۳۳۳، اسباب النزول للسیوطی ص ۸۲، رقم الحدیث ۴۱۷، مطبوعہ بیروت)

قارئین محترم دیکھیں! حضرت ابوبکر صدیق ﷺ دشمن خداؤ مصطفیٰ کو کیسی

کھری کھری سنار ہے ہیں؟ آج اگر کسی گستاخ رسول کے متعلق شدت اختیار کی جائے تو لوگ اسے تعصب اور غیر مہذبانہ طریقہ قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا فیصلہ ہے کہ:

۔ دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

جسم نبوی کی برکت:

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ

میرے والد (عبداللہ) کا انتقال ہو گیا اور ان پر بہت سارا قرض تھا تو میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ اس قرض کے بدلے میں یہ کھجوریں لے لو لیکن انہوں نے انکار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ ان کھجوروں سے قرض پورا نہیں ہوگا۔ پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: جب تو انہیں (کھجوریں) کاٹ لے تو انہیں ایک ٹوکڑے میں رکھ کر اللہ کے رسول کو (مجھے) بتا دینا (جب میں نے آپ کو عرض کیا) تو آپ حضرت ابوبکر و عمر کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ کھجوروں پر بیٹھے اور دعائے برکت فرمائی پھر آپ نے فرمایا:

اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ اور انہیں پورا پورا بدلہ دیتے جاؤ۔ پس میرے والد پر جتنا قرض تھا وہ سارا ادا ہو گیا۔ اور تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں۔ سات وسق عجوہ اور چھ وسق لوئی۔ پس میں نماز مغرب کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کیلئے گیا تو آپ سے اس کا ذکر کیا۔ پس آپ مسکرائے فقال ایت ابابکر و عمر فاخبرهما فقالا

لقد علمنا اذ صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما صنع ان سیکون ذلک. (بخاری ۳۷۴/۱)

آپ نے فرمایا: ابوبکر و عمر کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ (جب ان کو بتایا) تو دونوں نے کہا ہم تو پہلے ہی یقین رکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کیا ہے اس کی وجہ سے ایسا ہو کر رہے گا۔

معلوم ہوا صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا ایمان تھا کہ وجود نبوی (صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم) لگنے اور آپ کی دعا کے بدلے میں برکتوں کی برکھا برس پڑتی ہے۔ آپ کا جسم اور دعا بے مثل ہے۔

محبوب کے نام کی تعظیم:

تعظیم محبوب کا کوئی طریقہ و شرعاً مخصوص و متعین نہیں ہے ادب اور تعظیم کے مختلف طرق میں سے ایک طریقہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بتایا کہ محبوب انور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں مؤذن رسول حضرت بلال ؓ آئے اذان شروع کی عاشق زار حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جباس جملہ میں اسم گرامی ”اشہد ان محمد ا رسول اللہ“ سنا تو دونوں انگوٹھے چومے اور آنکھوں سے لگا لئے۔

(تفسیر روح البیان ۲۲۹/۷، حاشیہ تفسیر جلالین ۳۵۷، مقاصد حسنہ ۳۸۳)

حضرت صدیق ؓ رأس العاشقین ہیں آپ کا عمل حجت اور دلیل ہے۔ اسی لئے محدث امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

واذا ثبت رفعہ علی الصدیق فیکفی العمل بہ. لقولہ علیہ

الصلوة والسلام: علیکم، بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين.

(موضوعات کبریٰ ۲۱۰، عربی موضوعات کبیر ص ۳۳۹، اردو)

جب یہ بات حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے ثابت ہے، تو عمل کیلئے کافی ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ؐ کا فرمان ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

محبوب سے دفن کی اجازت مانگنا:

حاشا! زار حضرت صدیق اکبر ؓ کا آخری وقت ہے..... چند گھڑیوں کے مہمان ہیں، اچانک دل میں ایک خیال آیا تو چند صحابہ کرام ؓ کو بلایا..... ارشاد فرمایا: جب میری روح قفسِ غصری سے پرواز کر جائے تو میرے غسل اور کفن کے بعد آستانہ محبوب پر لے جانا! بارگاہ بے کس پناہ میں عرض گزار ہونا: آقا یار غار یا مزار بننے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ اگر حجرہ محبوب سے اذان ملا تو یار کے پہلو میں لٹا دینا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا چنانچہ یوں ہی کیا گیا۔ سب صحابہ کرام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ السلام علیک یا رسول اللہ کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض کیا:

یہ ابو بکر حاضر خدمت ہیں! آپ کی معیت میں دفن ہونے کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ بس یہ عرض کرنا تھا کہ فوراً روضہ اقدس کا دروازہ کھل گیا! مزار مبارک سے آواز آئی: ”ادخلوا الحبیب الی الحبیب“ یار کو یار کے پاس لے آؤ۔

(تفسیر کبیر ۲۱/۸۷، والفظلہ، سیرت حلبیہ ۳/۳۹۳، انصاف الیکبری ۲/۴۰۸)

یہی واقعہ وہابی حضرات کے مجدد و نواب صدیق حسن خاں نے تکریم المومنین ص ۱۳۷ اور دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء ص ۳۹ پر لکھا ہے۔

دیکھئے! تمام صحابہ کرام حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی وصیت کو پورا کر رہے ہیں۔ ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام ؓ اور خصوصاً حضرت صدیق اکبر ؓ کا نظریہ ہے:

✽ حضور اکرم ؐ روضہ انور میں بحیات حقیقی زندہ ہیں۔

✽ حضور غیب جاننے والے ہیں۔

✽ اپنے غلاموں کا پیغامِ درود و سلام اور فریادیں سنتے ہیں۔

✽ وصال کے بعد بھی یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنا درست ہے۔

✽ آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ غلاموں اور نیاز مندوں کی حاجتیں اور مرادیں پوری فرماتے ہیں۔

✽ روضہ اقدس کی نیت کر کے وہاں حاضری دینا جائز اور درست ہے، شرک و بدعت نہیں۔

✽ حضور ؐ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا درست ہے، شرک نہیں۔

✽ حضور ؐ کا نکات کے مالک ہیں۔

اہلسنت و جماعت لائقِ صد تحسین ہیں کہ اس فتنہ و فساد اور انتشار و افتراق کے دور میں ان کے عقائد و نظریات صحابہ کرام ؓ اور خصوصاً حضرت صدیق اکبر ؓ کے افکار و نظریات کے مطابق ہیں۔ فللہ الحمد

بارگاہ رسالت میں حاجت پیش کرنا:

ہجرت کی رات جب یار غار اپنے محبوب کو غار ثور میں لے کر پہنچے تو عرض کیا:

سخت پیاس لگی ہے..... تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

اذھب الی صدر الغار فاشرب قال فانطلقت فشربت ماء احلی
من العسل وابيض من اللبن وازکی راحة من المسک. قال شربت
قلت نعم یا رسول اللہ فداک ابی و امی یا ابابکر الابرار قلت بلی
قال

ان اللہ تعالیٰ امر الملک الموکل بانھار الجنة ان اخرق نہرا
من الجنة الفردوس الی صدر الغار فاشرب قلت ابوبکر ولی عند اللہ
ہذہ المنزلۃ قال نعم وافضل۔

(درمنثور ۲/۲۳۲، روح البیان ۳/۳۳۵، سیرت حلبیہ، الریاض النضرہ)

ابوبکر غار کے درمیان چلے جاؤ اور پانی پی لو فرماتے ہیں میں گیا اور پانی پیا، وہ پانی شہد
سے بیٹھا، دود سے سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب میں واپس آیا تو آپ
نے فرمایا: ابوبکر پانی پی آئے ہو؟ میں نے کہا: جی! یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ
قربان!..... آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر کر دیا تھا کہ وہ
جنت الفردوس کی ایک نہر کا رابطہ غار کے ساتھ کر دے تاکہ ابوبکر پانی پی لے۔ حضرت
ابوبکر نے عرض کیا: کیا اللہ کے ہاں میرا یہ مقام ہے؟..... آپ نے فرمایا: ہاں! اس سے
بھی اونچا ہے۔

اس واقعہ میں مشکل اور پیاس کی شدت کے وقت بارگاہ رسالت میں عرض و پیش
کی گئی اور پھر فیسی انتظام بھی ہو گیا، جس سے واضح ہے کہ بارگاہ رسالت میں حاجت
پیش کرنے والا محروم نہیں رہتا۔

عشق نبوی:

حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ عشق رسالت میں اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ اس
کی خاطر سب کچھ کر گزرتا چاہتے تھے، محبت اور عشق کے تقاضے جس حسن اسلوب سے
آپ نے... پورے کیئے ہیں۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے..... چند اشارات ملاحظہ ہوں
..... آپ کے فنا فی الرسول ﷺ ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب
ایک بکری نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ عرض گزار ہوئے:

یا رسول اللہ! ہمیں بھی سجدہ کرنے کی اجازت ہو، لیکن آپ نے فرمایا: میری
شریعت میں مخلوق کو سجدہ کرنے کا کوئی تصور نہیں۔ (دلائل النبوة لابن قیم ص ۱۳۵)
۲..... وصال نبوی کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی گہری چوٹ دل پر لگی۔ روز بروز
آپ کی صحت گرنے لگی، حتیٰ کہ محبوب پاک کا وصال ہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔
(المستدرک ۳/۶۳، مسند ابی بکر ص ۱۹۸)

۳..... جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کیا شخص ہے؟ تو آپ
کے جواب میں یہ جملہ بھی تھا: النظر الی وجہ رسول اللہ۔ (منہات ابن جریر)
چہرہ رسول کی ہر دم زیارت۔

کیونکہ آپ ﷺ کو دیکھ لینے کے بعد کسی اور کو دیکھنے کو جی نہیں کرتا۔ گویا آپ کا اعلان تھا۔

اب میری نگاہوں میں چٹا نہیں کوئی

جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی



خلیفہ اول، بلا فصل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کتب شیعہ کی روشنی میں

سطور ذیل میں خلفائے راشدین کی عظمت و شان پر کتب شیعہ کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

خلافت کا مفہوم اور مستحق خلافت کا بیان:

جو دنیاوی حکومت یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی حدود کو جاری کرے اور دینی تربیت یعنی لوگوں کے ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق اور پاک و صاف بنائے۔۔۔ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ ۱/۴۳۸)

✽..... رسول اللہ ﷺ کے نائب اور جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں۔ (چودہ ستارے ص ۶۹)

✽..... حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و (صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ (نسخ البلاغہ ص ۳۶۳ خطبہ نمبر ۱۷۱)

✽..... پھر ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے ابو بکر، عمر اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہے۔ اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں، اور شوری کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی پر ایکا کریں اور

اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی، اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (نہج البلاغہ ص ۶۵۶، ۶۵۷، مکتوب نمبر ۶)

مدتِ خلافت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔“

کیونکہ ابوبکر صدیق ﷺ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق ﷺ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی ﷺ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ ﷺ نے چار سال ایک دن کم سات ماہ، اور حضرت امام حسن ﷺ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔

(مروج الذهب للمسعودی شیعہ ۲/۴۲۹، احقاق حق ص ۲۶۵)

امامت صدیق اکبر ﷺ برحق ہے:

حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی امامت کے انکار میں آج کل بہت شور وغل کیا جاتا ہے جبکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے ”امامت صدیق“ کے برحق ہونے کا عملی ثبوت پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ باجماعت نماز میں مقتدی امام کی اقتداء میں نماز کے افعال سرانجام دیتا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق ﷺ

کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے تو بالکل وہی افعال سرانجام دیتے جو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ ادا کرتے تھے تو گویا وہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی امامت کو برحق سمجھتے تھے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ﷺ باجماعت نماز حضرت صدیق اکبر ﷺ کی اقتداء میں ادا فرماتے تھے۔ (احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۲۳۲، مرآة العقول شرح اصول کافی ص ۳۸۸، تلخیص الشافی ج ۲ ص ۱۵۸، جملہ حیدری ج ۱ ص ۲۷۵، تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۵۸، جلاء العیون ص ۱۵۰)

حضرت ابوبکر ”صدیق“ ہیں:

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر ﷺ کا صدیق ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت ہے مثلاً:

..... حضور ﷺ نے عرش پر لکھا دیکھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق“ ملاحظہ ہوا۔ (احتجاج طبرسی ۸۳)

..... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد اللہ تمہیں بہتر شخص ابوبکر صدیق ﷺ پر جمع فرما دے گا۔“ (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲)

..... امام محمد باقر ﷺ فرماتے ہیں:

لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الغار قال لفلان كاني انظر الى سفينة جعفر في اصحابه يقوم في البحر وانظر الى الانصار محتسبين في افئتهم فقال فلان تراهم يا رسول الله قال نعم قال فارانيهم فمسح على عينيه فراهم فقال له رسول الله انت الصديق۔ (تفسیر قمی ۲/۴۹۰ مطبوعه ايران، بحار الانوار ۱۹/۸۱)

جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کی رات) غار میں تھے۔ تو آپ نے فلاں کو (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) فرمایا کہ میں حضرت جعفر طیار (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔ نیز فرمایا میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ واقعی دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تو عرض کی مجھے بھی دکھا دیجئے۔ تو آپ نے ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا تو صدیق ہے۔

..... حضرت بریدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ان الجنة تشاق الى ثلاثة قال فجاء ابوبكر فقبل له يا ابا بكر انت الصديق وانت ثاني اثنين اذ هما في الغار۔ (رجال کشی ص ۳۲ مطبوعہ کربلا)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے فرماتے ہیں کہ اتنے میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آئے تو انہیں فرمایا گیا اے ابوبکر تم صدیق ہو، اور غار میں دو کے دوسرے ہو۔

..... حضرت عبد اللہ نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تلواروں کو زیور لگانا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیور لگایا ہے۔“ میں عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں، اس پر امام عالی مقام غصہ میں آ گئے اور قبلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا ”ہاں“ وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہیں کہتا

اللہ اس کے قول کو نہ دنیا میں سچا کرے، نہ آخرت میں۔“ (کشف الغمہ ص ۷۸)

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ”صدیق“ نہ ماننے والے دنیا و آخرت میں جھوٹے ہیں اور اہلبیت کو ناراض کرنے والے بھی۔ العیاذ باللہ!

..... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”میں دو طرح سے صدیق اکبر کی اولاد میں شامل ہوں۔“ (احقاق الحق ص ۷)

معلوم ہوا کہ تمام اہلبیت کرام آپ کو ”صدیق اکبر“ مانتے ہیں۔

خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے:

صرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ چاروں خلفاء برحق ہیں۔ چنانچہ

..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے کی سب سے زیادہ قوت و صلاحیت رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔“ (فتح البلاغہ حصہ اول خطبہ نمبر ۱۷۲)

..... ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی، جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو عاصر ہے، اسے نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوری کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی پر اتفاق کریں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو کوئی اس شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف

واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر اس سے انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (نہج البلاغہ حصہ دوم مکتوب نمبر ۶)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی،، کیونکہ ابوبکر صدیق ﷺ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن اور حضرت عمر فاروق ﷺ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان ﷺ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ ﷺ نے چار سال ایک دن کم سات ماہ اور حضرت امام حسن نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی، یہ مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذهب ج ۲ ص ۳۲۹، احقاق حق ۲۶۵)

مقصود یہ ہے کہ ان حضرات کا دور خلافت برحق ہے۔

خلیفہ اول بلا فضل حضرت ابوبکر صدیق ﷺ:

سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے اپنے کمالات و فضائل میں سب سے ممتاز و منفرد اور یکتا ہونے کی بناء پر بلا فضل خلیفہ رسول ہونے کا اعزاز حاصل کیا، مثلاً

نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے مجمع میں اکثر فرمایا کرتے کہ ابوبکر صدیق نماز اور روزہ کی بنا پر سبقت نہیں لے گئے بلکہ سبقت کی وجہ وہ محبت ہے جو ان کے سینے میں جمی ہوئی تھی۔ (مجالس المؤمنین ۱/۲۰۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش پر کھڑا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول

اللہ ابو بکر صدیق۔ (احتجاج طبری ۱/۳۶۵)

غار ثور میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر ”صدیق“ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہیں بھی جعفر طیار کی کشتی اور انصار نظر آ گئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا ”تو صدیق ہے۔“ (تفسیر قمی ۱/۳۱۷، بحار الانوار ۱۹/۸۱)

بے شک ہم ابوبکر صدیق کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار جانتے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے یار غار ہیں اور نماز میں حضور کے ساتھ دوسرے تھے اور بے شک ہم آپ کی بزرگی مانتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں امامت نماز کا حکم دیا تھا۔ (شرح نہج البلاغہ ۲۹۳، جزء ۶ لابن ابی حدید)

سیدنا امام محمد باقر ﷺ سے مروی ہے:

قال امیر المؤمنین علیہ السلام بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد والناس مجتمعون بصوت عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم فقال لہ ابن عباس یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شیئا من القرآن قال لقد قلت لا امر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا فتنشہدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ استخلف ابابکر۔ (تفسیر صافی ۲/۵۶۱، ۵۶۲ مطبوعہ ایران، تفسیر قمی ۲/۳۰۱ مطبوعہ ایران)

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد مسجد میں لوگوں کے بھرے اجتماع میں بلند آواز سے

الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم

پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے ابوالحسن علی المرتضیٰ ﷺ! جو

کہ آپ نے پڑھا اس پڑھنے کا کیا مقصد ہے، تو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے قرآن مجید سے آیت پڑھی ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا آپ کے پڑھنے کی کوئی نہ کوئی غرض اور غایت ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ ؑ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے، اور جو تم کو رسول اللہ دیں ﷺ لے لیا کرو، اور جس سے منع فرمائیں رک جایا کرو۔ تو تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گواہ ہو جاؤ کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ بنایا۔

..... ایک اور روایت میں واضح موجود ہے کہ:

ثم قام وتحياء للصلوة وحضر المسجد وصلى خلف ابي بكر -

(تفسیر قی ۲/۵۰۳، احتجاج طبری ۱/۱۲۶)

حضرت علی ؑ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جلاء العیون کا اردو ترجمہ جو شیعہ حضرات کا مترجم ہے کی عبارت ملاحظہ ہو! لکھا ہے جناب امیر (علیہ السلام) نے وضو کیا، اور مسجد میں تشریف لائے خالد بن ولید بھی پہلو میں آکھڑا، اس وقت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے۔

(جلاء العیون اردو ۱/۲۱۳ مطبوعہ لاہور)

..... مزید لکھا ہے:

قال علي والزبير ما غضبنا الا في المشورة وانا لنرى ابا بكر

احق الناس بها انه صاحب الغار وانا لنعرف له وامره رسول الله

صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالصلوة وهو حي وكان افضلهم.

(شرح نہج البلاغہ حدیدی ۱/۱۵۴، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہماری ناراضگی تو صرف مشورہ کے بارے میں ہے حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ خلاف کے سب سے حقدار ہیں، وہ یار غار ہیں اور ان کی بزرگی کو بھی ہم پہچانتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حیات ظاہرہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکر ؓ کو نماز کی امامت کا حکم دیا تھا اور حضرت ابوبکر ؓ مسلمانوں میں سب سے زیادہ صاحب فضل تھے۔

..... حضرت علی المرتضیٰ ؑ فرماتے ہیں:

”ہر ذلیل میرے نزدیک باعزت ہے جب تک اس کا دوسرے سے حق نہ لے لوں اور قوی میرے لیے کمزور ہے یہاں تک کہ میں مستحق کا حق اس سے دلا نہ دوں ہم اللہ کی قضاء پر راضی ہوئے اور اس کے امر کو اسی کے سپرد کیا، اے پوچھنے والے! تو سمجھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ پر بہتان باندھوں گا، خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ہی سب سے پہلے جھٹلانے والا بنوں، میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا ابوبکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر ہے اور میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔ (نہج البلاغہ حصہ اول ص ۸۹، ۸۸ خطبہ نمبر ۳۷)

..... اسی خطبہ کی تشریح کرتے ہوئے ابن ہشام لکھتا ہے کہ:

فقوله فنظرت فاذا اطاعني قد سبقت بيعتي اي طاعني لرسول

الله صلى الله عليه وآله وسلم فيما امرني به من ترك القتال قد سبقت

بیعتی للقوم فلا سبیل الی الامتناع منها وقوله واذا الميثاق فی عنقی لغیری ای ميثاق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعهده الی بعدم المشاققة وقيل الميثاق مالزمه من بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا ميثاق القوم قد لزمی فلم یمكنی المخالفة بعده۔

(شرح فتح البلاء ۲/۹۷ لابن میثم مطبوعہ ایران)

(حضرت مولا علیؑ فرماتے ہیں) کہ پس میں نے غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا بیعت لینے سے اطاعت کرنا سبقت لے گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ترک قتال کا مجھے حکم فرمایا تھا، وہ اس بات پر سبقت لے گیا ہے کہ میں قوم سے بیعت لوں۔ واذا الميثاق فی عنقی لغیری سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے وعدہ لینا ہے، مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ جب لوگ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لیں، تو میں بھی بیعت کر لوں پس جب قوم کا عہد مجھ پر لازم ہوا یعنی ابو بکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے ناممکن تھا کہ میں اس کی مخالفت کرتا۔

مزید فرمایا: ”تم رسول اللہؐ کے گواہ بن جاؤ کہ انہوں نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا ہے“ (تفسیر صافی ۲/۵۶۱، تفسیر قتی ۶۲۳)

حضرت علیؑ کی خدمت میں آخری وقت عرض کیا گیا کہ آپ اپنے قائم مقام کے لیے وصیت کیوں نہیں فرماتے تو آپ نے فرمایا:

ما وصی رسول الله ﷺ فإوصی ولكن قال ان اراد الله خیرا فیجمعهم علی خیرهم بعد نبیہم۔ (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲)

رسول اللہؐ نے وصیت نہیں کی تھی (تو میں کیسے کروں؟) البتہ حضورؐ نے یہ فرمایا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے بعد تم میں کے بہتر شخص پر لوگوں کا اتفاق ہو جائیگا۔

دوسری روایت ہے کہ جب ابن نجم ملعون نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو زخمی کیا، تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو آپ نے فرمایا: قال لا، فاننا دخلنا علی رسول الله حين ثقل فقلنا یا رسول الله استخلف علينا فقال لا، (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲، مطبوعہ نجف اشرف)

تو آپ نے فرمایا ”نہیں“ کیونکہ رسول اللہؐ کے مرض وفات میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لیے کوئی اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں، تو جواب دیا نہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو تم اختلاف کرو گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں خیر دیکھا تو تمہارے لیے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کر دے گا۔

اسی سلسلہ روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ مولائے کائناتؑ سے اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا:

ولكن اذا اراد الله بالناس خیرا استجمعهم علی خیر کما جمعهم بعد نبیہم علی خیرهم۔ (الشافی ص ۱۷۱، مطبوعہ نجف اشرف)

لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کے بہتر شخص پر انہیں متفق کر دے گا۔ جس طرح نبیؐ کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بہتر شخص

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر جمع فرما دیا تھا۔

..... حضرت علیؓ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو اس قدر جلدی در دولت سے تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھا صرف پیرہن میں ملبوس تھے اسی صورت میں ابو بکر کے ہاں پہنچے اور بیعت کی، بیعت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بھیجے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں۔ (تاریخ روضۃ الصفاء ۱/۳۳۲)

..... حضرت امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا..... ابو بکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا ”اللہ رحم کرے ابو بکر صدیقؓ پر خدا کی قسم اوہ قرآن پڑھنے والے، منکرات سے روکنے والے، اپنے گناہوں سے واقف رہنے والے، اللہ سے ڈرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے تقویٰ میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت رکھنے والے، زہد اور عفت کے سردار تھے، جس نے ابو بکر پر اعتراض کیا اللہ اس پر غضب نازل فرمائے۔“ (مروج الذهب ۳/۵۵)

..... حضرت امام باقرؓ فرماتے ہیں:

”میں ابو بکر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابو بکر، عمر سے افضل ہیں۔“

(احتجاج طبری ۲/۴۷۹)

..... بلاشبہ حضرت ابو بکر ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں (شرح نہج البلاغہ ۴/۱۰۰۰ لابن ابی حدید)

..... حضرت علی بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو اس وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی حصہ تھا اس انتقال کی خبر سن کر

ابو بکر، عمر، عثمان، زبیر اور عبدالرحمان بن عوف حاضر ہوئے پھر جب نماز جنازہ کے لیے ان کی میت رکھی گئی تو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا ”اے ابو بکر! آگے ہو کر ان کی نماز جنازہ پڑھائیے۔“ پوچھا کہ اے ابوالحسن! آپ اس وقت موجود تھے، فرمایا، ہاں، حضرت علی مرتضیٰ نے کہا تھا ”ابو بکر چلو نماز پڑھاؤ، خدا کی قسم! فاطمہ کی نماز جنازہ تمہارے بغیر کوئی نہیں پڑھائے گا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر انہیں رات کے وقت سپرد خاک کر دیا گیا۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۰۲ لابن ابی حدید)

..... حضرت علیؓ کے ایک خطبہ کے متعلق شیعہ روایت ملاحظہ ہوا:

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبہ خیر هذه الامة بعد نبیہا ابوبکر وعمر وفي بعض الاخبار انه علیہ السلام خطب بذلک بعد ما انہی الیہ ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشیمة فدعی بہ وتقدم بعقبہ بعد ان شہدوا علیہ بذلک۔ (الشافی ۲/۳۲۸)

حضرت علیؓ علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا: نبی اکرمؐ کے بعد تمام امت سے افضل ابو بکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے، جس کے بعد امیر المؤمنین علیؓ نے اس گالی بکنے والے کو بلایا، شہادت طلب کی اور شہادت کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔

..... اسی کتاب الشافی میں امام زین العابدینؓ کی روایت ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں

میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھر دوں گا، اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا:

ويحك يا ابا سفيان هذه من دواهيك قد اجتمع الناس على ابي بكر ما زلت تبغى الاسلام عوجا في الجاهلية والاسلام واللہ ماضر الاسلام ذلك شيئا ما زلت صاحب الفتنة۔ (الثاني ۲/۲۲۸)

ابو سفیان! تیرے لیے سخت افسوس ہے، یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجتماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گر ہی رہیگا۔

..... رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت جب غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ اور امت کو یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ آپ پر (صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ بنایا ہے اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی المرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کو حکم دیں، اور فرمایا کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اہل حق ذبح کا مرتبہ، حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو آپ پر فدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ہجرت میں ابوبکر کو اپنا ساتھی مقرر فرمائیں، کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت و رفاقت اختیار کر لیں اور حضور کے عہد و بیان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں ہوں گے، اور جنت کی

نعمتوں میں آپ کے مخلصین سے ہوں گے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے تو نہ پائے، اور تمہیں ڈھونڈے تو تم اسے مل جاؤ، اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں، حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی مقدس روح کے لیے سپر ثابت ہو۔ اور میری زندگی حضور پر اور حضور کے ساتھی پر اور حضور کے بعض حیوانات پر فدا ہو، حضور امتحان فرمائیں، میں زندگی کو پسند ہی اس لیے کرتا ہوں کہ حضور کے دین کی تبلیغ کروں، اور حضور کے دوستوں کی حمایت کروں، اور حضور ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں، اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا، یہ سن کر حضور ﷺ نے حضرت علی کے سر کو بوسہ دیا، اور فرمایا اے ابوالحسن! تیری یہی تقریر مجھے فرشتوں نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے، اور اس تقریر کا جو اجر اللہ نے تیرے لیے آخرت میں تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے، وہ ثواب جسے نہ سننے والوں نے سنا، نہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور نہ انسانی عقل و فہم میں آسکتا ہے، پھر حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا:

ارضيت ان تكون معي يا ابا بكر تطلب كما اطلب وتعرف بانك انت الذي تحملني على ما ادعيه فتحمل عني انواع العذاب قال ابو بكر يا رسول الله اما انالو عشت عمر الدنيا اعذب في جميعها اشد عذاب لا ينزل على موت صريح ولا فرح مسيح و كان ذلك في محبتك لكان ذلك احب الي من ان اتنعم فيها وانا مالک لجميع ممالیک ملو کھا في مخالفتک وهل انا و مالي و ولدی الافداؤک

فقال رسول الله ﷺ لا جرم ان اطلع الله على قلبك ووجد موافقا لم
جرى على لسانك جعلك منى بمنزلة السمع والبصر والرأس من
الجسد الى آخره۔ (تفسیر حسن عسکری ص ۱۶۳، ۱۶۵)

اے ابو بکر تو میرے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہے؟ کہ تجھے بھی لوگ اسی طرح
تلاش کریں جیسے مجھے، اور تیرے متعلق دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ تو نے مجھے ہجرت پر
اور اعداء کے مکر و فریب سے بچ نکلنے پر آمادہ کیا، کیا تجھے میری وجہ سے مصائب و آلام
گوارہ ہیں؟ حضرت ابو بکر نے جواب دیا یا رسول اللہ! اگر میں قیامت تک زندہ رہوں
اور اس زندگی میں سخت عذاب اور مصائب میں مبتلا رہوں جس مصیبت و الم سے بچانے
کے لیے نہ مجھے موت آئے اور نہ کوئی اور مجھے آرام دے سکے اور یہ تمام حضور کی محبت میں
ہو تو مجھے بطیب خاطر منظور ہے اور یہ مجھے منظور ہیں کہ لمبی زندگی ہو اور دنیا کے بادشاہوں
کا بادشاہ بن کر رہوں اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں، لیکن حضور کی معیت سے
محرومی ہو، اور میں اور میرا مال اور اولاد حضور پر فدا اور قربان ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا
یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے، اور جو کچھ تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو تیری دلی
کیفیت کے مطابق پایا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے کان اور میری آنکھ کی طرح کیا
ہے، اور جو نسبت مرکب جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح بنایا ہے۔

قد افلح المؤمنون الذين
هم في صلواتهم خاشعون

ہم رفع پیکرین کیوں نہیں کرتے؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابو اسحاق علی بن ابی حمزہ ثمالی مجیدی زید مجیدی

اولیٰ بلک سیٹال جامع مسجد رضائے مستجابہ دہلی

پینک لائن کوئی گویا نوالہ 0333-8173630

عروجِ اہلسنت
الواستحق علامہ مولانا غلام تفسی ساقی مجددی زید مجاہد

